

11- قدرِ ایاز

کر قل محمد خان

(۱۹۲۰ء۔۔۔۔۔۱۹۹۹ء)

تعارف:

اردو کے ممتاز مزاح نگار کر قل محمد خان چکوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی گاؤں میں حاصل کی۔ میٹرک کے بعد گورنمنٹ سکول لاہور میں داخلہ لیا۔

کارہائے نمایاں:

اسی دوران میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی چنانچہ ۱۹۴۰ء میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ کمیشن حاصل کیا۔ قیام پاکستان کے بعد دقار پاکستان میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں "زن کچھ" کے محاذ پر نمایاں کارنامے انجام دیے۔ کر قل کے عہدے پر پہنچ کر ملازمت سے سبکدوش ہو گئے اور مستقل طور پر راولپنڈی میں سکونت اختیار کر لی۔

مزاح نگاری:

کر قل محمد خان کا طرزِ تحریر سادہ اور دلچسپ ہے۔ ان کی تحریروں کا اصل حسن سادگی اور خلوص ہے۔ وہ گزرنے ہوئے واقعات کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ ان میں چھپی ہوئی طرافت دل میں گھر کر جاتی ہے۔ مزاح کے ساتھ ساتھ وہ انسانی کمزوریوں، جھوٹ، تصنع اور بناوٹ کے رویوں پر طنز کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ انھوں نے کئی موضوعات پر بڑے گراں قدر اور اہمیت کے حامل مزاحیہ مضامین لکھے۔ ان کے ہاں مزاح نگاری کا ایک علیحدہ انداز نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں میں پھل پھلنے والا ساقیانہ پن کا گمان تک نہیں ہوتا۔ سادگی، معنی آفرینی، باوقار طنز و مزاح ان کی تحریروں کی نمایاں خوبیاں ہیں۔

تصانیف:

ان کی تصانیف میں "جنگ آہ"، "بسلامت روی" اور "بزم آرائیاں" شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
امتیاز	انفرادیت	انس	محبت

تواضع	مہمان نوازی	خاکسارانہ	فریاد
شان نزول	نازل ہونے کی وجہ	قتام ازل	ازل کے دن سے ہانٹے والا مراد اللہ تعالیٰ
معیوب	غیب والا	نیم وحشت	آدھا پاگل پن
انتخاب	چننا ہوا	تنازعہ	جھگڑے والا
چہ پال	دیہات کی بیشک	خفیف	ہلکا سا
قباحت	برائی	کباڑیا	پرانی چیزوں کی خرید و فروخت کرنے والا
نامولود	جو ابھی پیدا نہیں ہوا	وجہ گرانی	غصے کی وجہ

سبق کا خلاصہ

مصنف نے اس سبق کے ذریعے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کی قدر و قیمت کا انحصار اس کے خلوص، محنت اور اصلیت پر منحصر ہے۔ مصنف نے دیہاتیوں کے طرز زندگی، ان کی سادگی اور خلوص کے بارے میں بتایا ہے۔ خوش قسمتی سے مصنف کو جرنیلوں کی طرح چھاؤنی کے اندر کم و بیش دو ایکڑ اراضی پر مشتمل ایک بہت بڑا بنگلہ ملا تھا جو کہ دوسرے کرنیلوں کے مقابلے میں بالکل الگ نوعیت کا تھا۔ مختلف قسم کے درختوں، پیڑوں اور پھولوں نے اس بنگلے کو شاہانہ بنا دیا تھا۔ بنگلے کی اندرونی زیبائش کے لئے کچھ ٹیکنڈ ہیڈ اشیاء کا بھی سہارا لیا گیا تھا۔

صاحبزادہ سلیم نے تازہ تازہ میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔ وہ سارا دن اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل کود اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں زیادہ وقت گزارتا۔ بوڑھے گھریلو ملازم علی بخش کو سلیم سے بے حد پیار تھا، صرف ان (علی بخش) کے علاوہ کسی اور کو سلیم کے کمرے میں جانے کی اجازت نہ تھی۔ بقول مصنف ایک دن میں مطالعے کے کمرے میں بیٹھا تھا کہ علی بخش رونی صورت بنائے کمرے میں داخل ہوا۔ میرے پوچھنے پر بتانے لگے کہ سلیم میاں نے ڈانٹا ہے۔ اور دیہاتی ہونے کا طعنہ بھی دیا ہے۔ سلیم کی ہڈا ٹھکی اور ڈانٹ کی وجہ پوچھنے پر علی بخش نے بتایا کہ سلیم میاں کے دوست امجد صاحب کو میں نے باہر برآمدے میں ہی آرام کرسی پر بٹھایا تھا اور ٹھنڈے پانی کا گلاس بھی پیش کیا تھا۔ لیکن سلیم صاحب کہتے ہیں تم نے میرے دوست کی اچھی طرح خبر گیری نہیں کی۔ انہیں مشروب کے طور پر کوکا کولا کیون نہ پیش کیا؟ اس کا دوست اب سمجھے گا کہ ہم دیہاتی ہیں۔ علی بخش کو سلیم کی ڈانٹ کا بڑا رنج ہوا۔

کرنل صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے علی بخش اور سلیم کے بیانات سے یہ اندازہ لگایا کہ تنازع معمولی نوعیت کا ہے۔ جو کہ ایک چائے کی پیٹھ پر فتم ہو سکتا ہے۔ تنازع صرف یہ تھا کہ علی بخش کو دیہاتی کہا گیا اور سلیم نے کہا کہ اسے اس کا دوست دیہاتی سمجھے گا۔ لہذا میں نے دونوں کو پاس بٹھا کر ایک دیہاتی لڑکے کا قصہ سناتا شروع کر دیا کہ ایک دیہاتی لڑکا گاؤں سے

پر انہری پاس کرنے کے بعد شہر کے ہائی سکول میں داخل ہوا۔ گرتا پھٹتا ہوا تھا اور تھپہ باندھا ہوا تھا۔ ماسٹر جی نے شلوار پہننے کا کہا تو وہ بولا ”اوہ خدا یا! شلوار تو لڑکیاں پہنتی ہیں۔“ سلیم میاں ہنس پڑے اور مزید غور سے بات سننے لگے۔ اسکول میں اُسے چھوٹا چودھری کہا جاتا تھا۔ اسی سکول کے سینڈ ماسٹر کوٹ پتلون پہنتے تھے۔ لاہور کے رہنے والے تھے۔ اپنی گفتگو کے دوران انگریزی کے الفاظ کا استعمال بھی کثرت سے کرتے تھے۔ بڑے خوش مزاج اور شکار کے شوقین تھے۔ ایک دن شکار کھیلتے ہوئے چھوٹے چودھری کے گاؤں جا پہنچے۔ شکار کھیلتے ہوئے رات ہو گئی اور چھوٹے چودھری کے گاؤں میں ہی رات گزارنے کا پروگرام بنایا۔ چھوٹا چودھری ماسٹر جی کو دیکھ کر خوش بھی تھا اور حیران بھی۔ حیران اس لئے تھا کہ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان کی خدمت کیسے کی جائے۔ چھوٹے چودھری نے ماسٹر جی کو چوپال میں ٹھہرایا، جہاں ایک طرف آگ جلا کر گاؤں کے کچھ لوگ ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف چودھری صاحب کی گھوڑی بندھی ہوئی تھی۔ سب نے ماسٹر جی کا شاندار طریقے سے استقبال کیا اور ان کی خیریت دریافت کی۔ ماسٹر جی کو رگیلی چارپائی پر بٹھایا گیا۔

سلیم نے طنزیہ انداز میں اپنے باپ سے پوچھا کہ کیا چھوٹے چودھری کے گھر میں کرسی نہیں تھی۔ وہ چودھری کس بات کے تھے۔ گاؤں کا نائی ماسٹر جی کے پاؤں دابہ لگا۔ تازہ مکئی کے بھنے پیش کئے گئے۔ جب ماسٹر جی نے چائے کی فرمائش کی تو چو تکہ گاؤں میں چائے کا تور داج نہ تھا، لہذا بڑی کوشش کے بعد حکیم صاحب کے گھر سے چائے ملی۔ یہ تمام گفتگو سلیم بڑے غور سے سن رہا تھا اور موقع پا کر طنزیہ سوال بھی کر ڈالتا تھا۔ رات کو مرغ کا سالن پیش کیا گیا۔ رات کو ماسٹر جی کو چوپال میں سٹلایا گیا۔ صبح کو ہرے بھرے کھیتوں کی سیر کرائی گئی اور گاؤں کی مسجد کے فصل خانے میں فصل کرایا گیا۔ ناشتہ کرنے کے بعد ماسٹر جی شہر واپس آ گئے۔ سلیم نے سوال کرتے ہوئے پوچھا تو پھر چھوٹا چودھری سکول تو نہ گیا ہو گا۔ ابائی نے بتایا ہرگز ایسا نہیں، چھوٹا چودھری باقاعدگی سے سکول جاتا رہا اور پڑھائی مکمل کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہو گیا۔ سلیم نے چھوٹے چودھری سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ ان سے میری ملاقات تو کرایے۔ باپ نے اپنے بازوؤں کو پھیلا یا اور کہا کہ آؤ ملو چھوٹے چودھری سے۔ سلیم نے چند لمحوں کے لئے مجھے حیران ہو کر دیکھا اور پھر مجھ سے لپٹ گیا۔ اب سلیم اور علی بخش دونوں کی آنکھیں نم تھیں اور ان کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لئے محبت اور سید کی چمک تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ ذہانت کسی کی میراث نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کر دیتا ہے۔ دیہات ہو یا شہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم بلاوجہ گاؤں کے لوگوں کو کمتر سمجھتے ہیں حالانکہ گاؤں کے لوگ بھی بہت اچھے اور محنتی ہوتے ہیں۔

مرکزی خیال:

اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دیہاتی ہونا کوئی ذلت یا عار کی بات نہیں ہے۔ کسی شخص سے اس کے دیہاتی ہونے کے باعث نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ دیہاتی بھی آخر انسان ہیں ان میں سادگی اور خلوص و محبت کے جذبات ہوتے ہیں اور اکثر دیہاتی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ لیٰ نسل کو دیہاتی پن سے نفرت نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ اس کے باوا اجداد

دیہاتوں سے شہر میں منتقل ہوئے ہیں۔ مصنف کا بیٹا دیہاتوں سے نفرت کرتا تھا لیکن جب اس کا باپ اسے بتاتا ہے کہ وہ خود ایک دیہاتی ہے اور ترقی کر کے کرل کے عہدے تک پہنچا ہے تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور اس کے دل سے دیہاتیوں سے نفرت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: علی بخش کی داستان غم ختم ہوئی تو سلیم میاں بھی آگئے۔ علی بخش کے چہرے پر شکایت لکھی ہوئی دیکھی تو اپنے دل پر لکھی ہوئی شکایت بیان کرنے لگے۔ ہم نے سکون سے یہ قصہ سنا۔ طرفین کے بیانوں سے واضح تھا کہ اسے دیہاتی کہا گیا تھا اور سلیم میاں اس بات پر برہم تھے کہ علی بخش کی غلطی کی وجہ سے امجد نے انہیں دیہاتی سمجھا ہو گا۔

مصنف کا نام: کرل محمد خان

سبق کا عنوان: قدرِ ایاز

حل لغت: داستان غم: دکھ بھری کہانی۔ طرفین: دونوں طرف سے۔ تنازع: جھگڑا۔ خفیف: معمولی۔

حدودِ اربعہ: چاروں سمتیں۔ برہم: ناراض۔

سیاق و سباق:

مصنف کا چھاؤنی کے اندر کم و بیش دو ایکڑ اراضی پر مشتمل ایک بہت بڑا بنگلہ ملا تھا جو کہ دوسرے کرنیلوں کے مقابلے میں بالکل الگ نوعیت کا تھا۔ بنگلے کی اندرونی زیبائش کے لئے کچھ سیکنڈ ہینڈ اشیاء کا بھی سہارا لیا گیا تھا۔ مصنف کا بیٹا سلیم اپنے آپ کو دوسرے کرنیلوں کے بیٹوں کی طرح رکھیں زادہ سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ سلیم گھر میں نہیں تھا۔ اس غیر حاضری کے دوران اس کا ایک دوست ملنے آیا۔ ان کے ملازم علی بخش نے اسے باہر برآمدے میں ہی بٹھا دیا۔ جب سلیم میاں کو اس بات کا پتا چلا تو وہ علی بخش پر بہت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اس قسم کے سلوک سے اس کا دوست اب سمجھے گا کہ ہم دیہاتی ہیں۔

تشریح:

اس پیرا گراف میں مصنف نے بوڑھے ملازم علی بخش کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دن میرے پاس آکر دکھ بھری کہانی سناتے ہوئے شکایت کی کہ انہیں سلیم میاں نے ڈانٹا ہے۔ حالانکہ سلیم علی بخش کے ہاتھوں میں پلا بڑھا تھا اسی لئے انہیں سلیم سے بہت عداوت تھی۔ اصل میں سلیم اپنے آپ کو ماڈرن سمجھتا تھا۔ اسے دیہاتی طرز زندگی سے نفرت تھی۔ سلیم نے بوڑھے ملازم کو اس لئے ڈانٹا کہ اس نے سلیم میاں کے دوست امجد صاحب کو باہر برآمدے میں ہی آرام کرسی پر بٹھایا تھا گو کہ علی

بخش نے ٹھنڈے پانی کا گلاس بھی پیش کیا تھا۔ لیکن سلیم صاحب کہتے ہیں تم نے میرے دوست کی اچھی طرح خبر گیری نہیں کی۔ انہیں مشروب کے طور پر کوکا کولا کیوں نہ پیش کیا؟ اس کا دوست اب سبھے گا کہ ہم دیہاتی ہیں، جنگلی ہیں وغیرہ۔ علی بخش کو سلیم کی ڈانٹ کا بڑا رنج ہوا۔ اس نے اس بات کی شکایت کرتل صاحب سے کی۔ علی بخش کی شکایت کھل ہوتے ہی سلیم وہاں پہنچ گیا۔ اس نے بوڑھے ملازم کی ناراضگی دور کرنے کی بجائے اپنی شکایت بیان کرنی شروع کر دی۔ وہ اس بات پر ناراض ہو رہا تھا کہ علی بخش کے سلوک کی وجہ سے اس کے دوست نے اسے دیہاتی سمجھا ہو گا۔ دوسری طرف علی بخش اس لئے ناراض تھا کہ سلیم نے اسے دیہاتی کا طعنہ دیا ہے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) معنف کو کس قسم کا بھگلا رہنے کو ملا؟

جواب۔ معنف کو ایک اعلیٰ قسم کا بھگلا رہنے کو ملا جس کے بارے میں روایت تھی کہ ولسن روڈ کا یہ لاشریک بھگلا ولسن صاحب نے خاص طور پر اپنے لیے بنوایا تھا۔

(ب) سلیم میاں کا مشغلہ کیا تھا؟

جواب۔ سلیم میاں کرنل زادوں کی طرح اور ان کے ہمراہ بے فکری سے بیڈ منٹن کھیلتے اور سرشام ہی دوستوں کے ساتھ ٹیلی ویژن کے سامنے جم جاتے، کیا مجال جو کوئی غیر اس مشاہدے میں قفل یا شریک ہو۔

(ج) سلیم میاں، علی بخش پر کیوں برہم ہوئے؟

جواب۔ کیونکہ اس نے سلیم صاحب کے دوست احمد کو گول کمرے میں صوفے پر نہیں بٹھایا تھا اور ریفریجریٹر سے نکال کر کوکا کولا پیش کیا تھا۔

(د) دیہاتی لڑکا پہلے دن سکول گیا تو اس نے کیسا لباس پہن رکھا تھا؟

جواب۔ دیہاتی لڑکے نے ننگے سر پر صافہ باندھ رکھا تھا۔ بدن پر گرتا اور تہہ اور پاؤں میں پوٹھوہاری جوتا تھا۔

(ه) ماسٹر جی چھوٹے چودھری کے گاؤں کیوں گئے تھے؟

جواب۔ ماسٹر جی دسمبر میں فکد کرتے کرتے چودھری کے گاؤں جا پہنچے۔

(و) ماسٹر جی کو چائے کیسے پیش کی گئی؟

جواب۔ بڑی دوڑ دھوپ کے بعد حکیم صاحب کے گھر سے چائے حاصل کی اور ماسٹر جی کو چائے کی لٹی بنا کر پیش کی گئی۔

(ز) دیہاتی لڑکے کی کہانی عن کر سلیم میاں پر کیا اثر ہوا؟

جواب۔ دیہاتی لڑکے کی کہانی سن کر سلیم میاں کی آنکھیں نم ہو گئیں کیونکہ اس کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لیے محبت کی چمک تھی۔

۲۔ ”قدرِ ایاز“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب۔ سبق کا خلاصہ شروع میں دے دیا گیا ہے۔

۳۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

جواب۔ دیہات، شکایت، ارشادات، قصہ، حادثات، روایت، عمارت، امتیاز، مشاہدات

واحد	جمع	جمع	واحد
شکایت	شکایات	دیہات	دیہہ
قصہ	قصص	ارشادات	ارشاد
روایت	روایات	حادثات	حادثہ
عمارت	عمارات	مشاہدات	مشاہدہ
امتیاز	امتیازات		

۴۔ سبق ”قدرِ ایاز“ کے متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) ہے کریں۔

جواب۔ (۱) کرنیلوں کو رہائش کے لیے کون سے جگہ ملے ہیں؟

(الف) اے کلاس (ب) بی کلاس (ج) سی کلاس (د) ڈی کلاس

(۲) الغرض ہمارے جگہ کے مزاج ہر زاویے سے تھا:

(الف) مدبرانہ (ب) امیرانہ (ج) خاکسارانہ (د) عاجزانہ

(۳) تمام دیہاتیوں نے ماسٹر جی سے کون سے بر خور وادوں کی خیریت دریافت کی؟

(الف) نومولود (ب) شیر خوار

۔ (ج) نامولود (د) تابع دار

(۴) ماسٹر جی کے بیٹھنے کے لیے کیا چیز منگوائی گئی؟

(الف) پیڑھی (ب) کرسی

(ج) بچ (د) چارپائی

(۵) ماسٹر جی نے کس چیز کی فرمائش کی؟

(الف) کارن فلیک کی (ب) لٹی کی

(ج) چائے کی (د) کافی کی

جوابات:

۱	۲	۳	۴	۵
ج	ب	ج	د	ج

۵۔ متن کو مد نظر رکھتے ہوئے درست اور غلط کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

جواب۔ (الف) طرفین کے بیانوں سے واضح تھا کہ تنازع بہت خفیف ہے۔ درست غلط

(ب) سارے سکول میں ایک ہیڈ ماسٹر صاحب تھے جو سوٹ پہنتے تھے۔ درست غلط

(ج) سلیم اور علی بخش، دونوں کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لیے مذاق کی چمک تھی۔ درست غلط

(د) دیہاتی لوگ اتنے مہذب نہیں ہوتے کہ ڈرائنگ روم میں کتے لے آئیں۔ درست غلط

(و) سلیم میاں ابھی ابھی ایف اے کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے۔ درست غلط

جوابات:

الف	ب	ج	د	و
درست	غلط	غلط	درست	غلط

۶۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

جواب۔ نِکام اَزَل، قَلْعَةُ رَمْنِ، مِلْ، تَوَامُحْ، مِثَارُغْ

۷۔ اپنے استاد سے محمود وایاز کی تبلیغ کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

جواب۔ غزنی کے ایک مشہور بادشاہ محمود غزنوی کے ایک ملازم کا نام ایاز تھا۔ وہ اپنے مالک سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ اس لئے محمود ایاز کو ایسے موقعوں پر بولا جاتا ہے، جہاں دونوں کے تعلقات نہایت مخلصانہ ہوں۔

۸۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

جواب۔ طول، شان، چمن، تواضع، اشتیاق

مذکر: چمن، طول، اشتیاق

مؤنث: شان، تواضع

۹۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

جواب۔

الفاظ	معانی	جملے
قہاحت	برائی	دیہاتی ہونے میں کوئی قہاحت نہیں۔
امتیاز	انفرادیت	اسلم نے اپنی جماعت میں امتیازی پوزیشن حاصل کر کے والدین کا سر فخر سے ادا چکا کر دیا۔
نوعیت	قسم	ہمیں معمولی نوعیت کے معاملات کو سنجیدگی سے لینا چاہیے۔
حلائی	کمی پوری کرنا	ہمیں غریبوں کے نقصان کی فوری حلائی کرنی چاہیے۔
مہبوت	حیران	سلیم ایک لمحے کے لیے مہبوت کھڑا مجھے دیکھتا رہا اور پھر مجھ سے لپٹ گیا۔
دستور	قانون	پاکستان کا دستور اسلامی ہے۔

۱۰۔ سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کریں۔

اقتباس: سلیم میاں جو ابھی ابھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے، دوسرے کرنیل زادوں کی طرح اور ان کے ہمراہ بے فکری سے بیڈ منٹن کھیلتے اور سرشام ہی دوستوں کے ساتھ ٹیلی وژن کے سامنے جم جاتے۔ کیا محال جو کوئی غیر اس مشاہدے میں غل یا شریک ہو، سوائے اس کے کہ ہمارا بوڑھا ملازم علی بخش ان کی تواضع کے لیے کمرے میں خاموشی سے داخل اور خارج ہوتا رہتا۔ علی بخش کو یوں بھی سلیم سے افس تھا کہ اسی کے ہاتھوں میں پلا تھا۔

جواب۔ مصنف کا نام: کر قل محمد خان سبق کا نام: قدرِ ایاز

حل لغت: کرنیل زادوں: کرنیل کے بیٹے۔ ہمراہ: ساتھ۔ سرشام: شام ہوتے ہیں۔ غل: دخل دینے والا۔

تواضع: خدمت۔ اُلس: پیار محبت۔

سیاق و سباق:

مصنف کو جرنیلوں کی طرح خوش قسمتی سے چھاؤنی کے اندر کم و بیش دو ایکڑ اراضی پر مشتمل ایک بہت بڑا بنگلہ ملا تھا جو کہ دوسرے کرنیلوں کے مقابلے میں بالکل الگ نوعیت کا تھا۔ مختلف قسم کے درختوں، پیڑوں اور پھولوں نے اس بنگلے کو شاہانہ بنا دیا تھا۔ بنگلے کی اندرونی زیبائش کے لئے کچھ سیکنڈ ہینڈ اشیاء کا بھی سہارا لیا گیا تھا۔ صاحبزادہ سلیم نے تازہ تازہ میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔ وہ سارا دن اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل کود اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں زیادہ وقت گزارتا۔ بوڑھے گھریلو ملازم علی بخش کو سلیم سے بے حد پیار تھا، صرف ان (علی بخش) کے علاوہ کسی اور کو سلیم کے کمرے میں جانے کی اجازت نہ تھی۔

تشریح:

اس اقتباس میں مصنف نے سلیم میاں کے مشاغل کے بارے میں بتایا ہے کہ سلیم میاں مصنف کے بیٹے تھے انہی دنوں میٹرک کا امتحان دے کر فارغ ہوئے تھے، کوئی کام کاج نہ تھا۔ صبح ہوتی تو دوسرے کرنیلوں کے بچوں کی طرح ان کے ساتھ بے فکری سے بیڈ منٹن کھیلتے اور شام ہوتے ہی سلیم میاں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹیلی ویژن دیکھتے۔ ٹیلی ویژن دیکھنے میں اس قدر محو ہوتے کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ اس دوران کوئی دخل اندازی کر سکے۔ ان کا ایک بوڑھا ملازم علی بخش ہی صرف چپکے سے کمرے میں آتا جاتا اور ان کی خاطر تواضع کرتا رہتا۔ علی بخش کو سلیم سے اس قدر محبت تھی کیونکہ وہ اس کے ہاتھوں میں پرورش پائی تھی۔

۱۱۔ کالم الف کے الفاظ کو کالم ب میں دیئے گئے متضاد الفاظ سے ملائیں۔

جواب۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
طول	مست	مرض
داخل	دیرانہ	خارج
ازل	شدید	ابد
رج	عرض	مست
خفیف	ابد	شدید
ممن	خارج	دیرانہ

دیہاتوں سے شہر میں منتقل ہوئے ہیں۔ مصنف کا بیٹا دیہاتوں سے نفرت کرتا تھا لیکن جب اس کا باپ اسے بتاتا ہے کہ وہ خود ایک دیہاتی ہے اور ترقی کر کے کرل کے عہدے تک پہنچا ہے تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور اس کے دل سے دیہاتیوں سے نفرت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: علی بخش کی داستان غم ختم ہوئی تو سلیم میاں بھی آگئے۔ علی بخش کے چہرے پر شکایت لکھی ہوئی دیکھی تو اپنے دل پر لکھی ہوئی شکایت بیان کرنے لگے۔ ہم نے سکون سے یہ قصہ سنا۔ طرفین کے بیانوں سے واضح تھا کہ اسے دیہاتی کہا گیا تھا اور سلیم میاں اس بات پر برہم تھے کہ علی بخش کی غلطی کی وجہ سے امجد نے انہیں دیہاتی سمجھا ہو گا۔

مصنف کا نام: کرل محمد خان

سبق کا عنوان: قدرِ ایاز

حل لغت: داستان غم: دکھ بھری کہانی۔ طرفین: دونوں طرف سے۔ تنازع: جھگڑا۔ خفیف: معمولی۔

حدودِ اربعہ: چاروں سمتیں۔ برہم: ناراض۔

سیاق و سباق:

مصنف کا چھاؤنی کے اندر کم و بیش دو ایکڑ اراضی پر مشتمل ایک بہت بڑا بنگلہ ملا تھا جو کہ دوسرے کرنیلوں کے مقابلے میں بالکل الگ نوعیت کا تھا۔ بنگلے کی اندرونی زیبائش کے لئے کچھ سیکنڈ ہینڈ اشیاء کا بھی سہارا لیا گیا تھا۔ مصنف کا بیٹا سلیم اپنے آپ کو دوسرے کرنیلوں کے بیٹوں کی طرح رکھیں زادہ سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ سلیم گھر میں نہیں تھا۔ اس غیر حاضری کے دوران اس کا ایک دوست ملنے آیا۔ ان کے ملازم علی بخش نے اسے باہر برآمدے میں ہی بٹھا دیا۔ جب سلیم میاں کو اس بات کا پتا چلا تو وہ علی بخش پر بہت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اس قسم کے سلوک سے اس کا دوست اب سمجھے گا کہ ہم دیہاتی ہیں۔

تشریح:

اس پیرا گراف میں مصنف نے بوڑھے ملازم علی بخش کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دن میرے پاس آکر دکھ بھری کہانی سناتے ہوئے شکایت کی کہ انہیں سلیم میاں نے ڈانٹا ہے۔ حالانکہ سلیم علی بخش کے ہاتھوں میں پلا بڑھا تھا اسی لئے انہیں سلیم سے بہت عداوت تھی۔ اصل میں سلیم اپنے آپ کو ماڈرن سمجھتا تھا۔ اسے دیہاتی طرز زندگی سے نفرت تھی۔ سلیم نے بوڑھے ملازم کو اس لئے ڈانٹا کہ اس نے سلیم میاں کے دوست امجد صاحب کو باہر برآمدے میں ہی آرام کرسی پر بٹھایا تھا گو کہ علی

بخش نے ٹھنڈے پانی کا گلاس بھی پیش کیا تھا۔ لیکن سلیم صاحب کہتے ہیں تم نے میرے دوست کی اچھی طرح خبر گیری نہیں کی۔ انہیں مشروب کے طور پر کوکا کولا کیوں نہ پیش کیا؟ اس کا دوست اب سبھے گا کہ ہم دیہاتی ہیں، جنگلی ہیں وغیرہ۔ علی بخش کو سلیم کی ڈانٹ کا بڑا رنج ہوا۔ اس نے اس بات کی شکایت کرتل صاحب سے کی۔ علی بخش کی شکایت کھل ہوتے ہی سلیم وہاں پہنچ گیا۔ اس نے بوڑھے ملازم کی ناراضگی دور کرنے کی بجائے اپنی شکایت بیان کرنی شروع کر دی۔ وہ اس بات پر ناراض ہو رہا تھا کہ علی بخش کے سلوک کی وجہ سے اس کے دوست نے اسے دیہاتی سمجھا ہو گا۔ دوسری طرف علی بخش اس لئے ناراض تھا کہ سلیم نے اسے دیہاتی کا طعنہ دیا ہے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) معنف کو کس قسم کا بھگلا رہنے کو ملا؟

جواب۔ معنف کو ایک اعلیٰ قسم کا بھگلا رہنے کو ملا جس کے بارے میں روایت تھی کہ ولسن روڈ کا یہ لاشریک بھگلا ولسن صاحب نے خاص طور پر اپنے لیے بنوایا تھا۔

(ب) سلیم میاں کا مشغلہ کیا تھا؟

جواب۔ سلیم میاں کرنل زادوں کی طرح اور ان کے ہمراہ بے فکری سے بیڈ منٹن کھیلتے اور سرشام ہی دوستوں کے ساتھ ٹیلی ویژن کے سامنے جم جاتے، کیا مجال جو کوئی غیر اس مشاہدے میں قفل یا شریک ہو۔

(ج) سلیم میاں، علی بخش پر کیوں برہم ہوئے؟

جواب۔ کیونکہ اس نے سلیم صاحب کے دوست احمد کو گول کمرے میں صوفے پر نہیں بٹھایا تھا اور ریفریجریٹر سے نکال کر کوکا کولا پیش کیا تھا۔

(د) دیہاتی لڑکا پہلے دن سکول گیا تو اس نے کیسا لباس پہن رکھا تھا؟

جواب۔ دیہاتی لڑکے نے ننگے سر پر صافہ باندھ رکھا تھا۔ بدن پر گرتا اور تہہ اور پاؤں میں پوٹھوہاری جوتا تھا۔

(ه) ماسٹر جی چھوٹے چودھری کے گاؤں کیوں گئے تھے؟

جواب۔ ماسٹر جی دسمبر میں فکد کرتے کرتے چودھری کے گاؤں جا پہنچے۔

(و) ماسٹر جی کو چائے کیسے پیش کی گئی؟

WANT TO DOWNLOAD NOTES OF ANY CLASS?

[Click Me to Download](#)
(I'll Bring You There)



**Top Study World is one of the best notes
providers in Pakistan for FREE!**